قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

رواہ الترمذی

چوں حدیث مو نثر والا ست بر فضیلت معرفت احوال بزرگان بہت

درجہ کمال تعلقات قلوب و جماعتے از سلمای وقت تشنیع بودند بہ صحبت حضرت حکیم الامت سید الملت قطب الارشاد شیخ المشائخ مرشد العالم مولانا الشاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی حنفی چشتی صابری امدادی سلمہ اللہ علام الغیوب بنا بر مصلحت مذکورہ رسالہ ملقب بلقب تاریخی سیرت اشرف زمانہ ۱۳۴۴ھ

مسمّٰی بہ

اشرف السوانح

حصۂ اول

کہ [illegible] بشریت بصفات المیلاد

بقلم احقر عزیز الحسن غفر عبد الحق فرج اللہ عنہما الکروب و ما عنہما العیوب و غفر لہما الذنوب

برعایت اختصار در سنہ ۱۳۵۴ھ نگاشتہ شد

باہتمام سید نور الحسن تھانوی

ناشر مکتبہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر یوپی

بسلسلہ گفتگو فرمایا کہ جس طرح تعلیم قالی ہوتی ہے حالی بھی ہوتی ہے ۔ اور طوطی کا قصہ جو مثنوی شریف میں مذکور ہے بیان فرمایا کہ اس نے اپنے آپ کو مثل مردہ بنالیا جس میں دوسری طوطی کو اشارہ تھا کہ اگر وہ بھی اسی طرح اپنے آپ کو مردہ بنالے تو رہا ہو جائے ۔

مرزا صاحب سے اس قصہ کو سننا تھا کہ فوراً پیر جی صاحب کا ذہن مجذوب صاحب کے کپیل چلا دینے کی طرف منتقل ہوگیا اور اس کا یہ مطلب سمجھ میں آیا کہ یہ میرے لئے عملی تعلیم اس امر کی تھی کہ کسی ایسے بزرگ سے بیعت کرو جو سب تعلقات کو سوختہ کر چکا ہو اور اس شان کے بزرگ وہاں میرزا صاحب ہی تھے ۔ بس یہ مطلب ذہن میں آتے ہی میرزا صاحب کے عشق کی آگ پیر جی صاحب کے دل میں بھڑک اٹھی اور بعد اصرار و انکار بسیار میرزا صاحب کے سلسلہ میں داخل ہوگئے ۔

گو یہ مضمون طویل ہوتا چلا جا رہا ہے لیکن احقر کی رائے ناقص میں " شرف نسب " کے عنوان کے تحت میں اگر خاندان کے بعض خاص خاص بزرگوں کے مہتم بالشان حالات و واقعات بھی نہ نقل کئے جائیں تو شرف نسب کے متعلق کافی بصیرت حاصل نہیں ہو سکتی ۔ چنانچہ حضرت والا کے پردادا محمد فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک خاص واقعہ اور حضرت والا کے جد اعلیٰ حضرت سلطان شہاب الدین علی معروف بہ فرخ شاہ کابلی کا مختصر حال لکھنا بھی مناسب سمجھتا ہوں ۔

یہ دادا صاحب تو کیرانہ اور شاملی کے درمیان جہاں پختہ سڑک ہے شہید ہوئے اور وہیں پر پیر سالار الدین صاحب کے مزار کے پاس دفن کئے گئے ۔ اور شروع میں بہت عرصہ تک انکا عرس بھی ہوتا رہا ۔ کسی بارات میں تشریف لیجا رہے تھے کہ ڈاکوؤں نے آکر بارات پر حملہ کیا ان کے پاس کمان تھی اور تیر تھے ۔ انھوں نے ان ڈاکوؤں پر دلیرانہ تیر برسانا شروع کئے ۔ چونکہ ڈاکوؤں کی تعداد کثیر تھی اور ادھر بے سر و سامانی تھی یہ مقابلہ میں شہید ہوگئے اور اس حدیث شریف کے مصداق ہوگئے من قتل دون مالہ فہو شہیدٌ من قتل دون دمہ فہو شہیدٌ من قُتِلَ دُونَ اہلہ فہو شہیدٌ ومن قُتِلَ دون مظلمتہ فہو شہید (کلہا فی جمع الفوائد)

شہادت کے بعد ایک عجیب واقعہ ہوا ۔ شب کے وقت اپنے گھر مثل زندہ کے تشریف لائے اور اپنے گھر والوں کو مٹھائی لا کر دی اور فرمایا کہ اگر تم کسی سے ظاہر نہ کروگی تو اسی طرح روز آیا کریں گے لیکن ان کے گھر کے لوگوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ گھر والے جب بچوں کو مٹھائی کھاتے دیکھیں گے تو معلوم نہیں کیا شبہ کریں اس لئے ظاہر کر دیا اور پھر آپ تشریف نہیں لائے ۔ یہ واقعہ خاندان میں مشہور ہے ۱۲

حضرت والا کے جد اعلیٰ فرخ شاہ کابلی کا حال تمات تنبیہات وصیت سے مع حوالہ نقل کیا جاتا ہے ۔

لائے اور تھانہ بھون میں غزنین وکابل سے منتقل ہو کر آئے اور ان کا سلسلہ فرخ شاہ کابلی تک پہونچتا ہے۔ جن کا حال باب سابق میں گذر چکا ہے۔

باب چہارم

"ولادت باسعادت"

حضرت والا کی ولادت باسعادت ۵ ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۰ھ کو چہارشنبہ کے دن بوقت صبح صادق واقع ہوئی حسن اتفاق سے امسال دوران تحریر سوانح ہذا میں بھی ۵ ربیع الثانی چہارشنبہ ہی کے دن واقع ہوئی ہے اور تاریخ مذکور میں سن شریف کے ۷۰ سال بحمداللہ پورے ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت صاحب سوانح کو غیر معمولی طویل عمر بانہمہ فیوض و برکات ظاہری و باطنی بصحت و عافیت دائمی عطا فرمائے اور امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ پر سایۂ عاطفت کو تا دیر سلامت باکرامت رکھے آمین ثم آمین۔

کسی نے مادۂ تاریخ "کرم عظیم" (۱۲۸۰) خوب نکالا ہے جو بالکل مطابق واقع کے ہے کیونکہ حضرت حکیم الامت کی ذات بابرکات کا امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے لئے اللہ تعالیٰ کا کرم عظیم ہونا اظہر من الشمس ہے۔ حضرت والا کی ولادت باسعادت ننہال کے اس مکان میں ہوئی جو محلہ خیل میں ہے اور جو اب پیر جی شوکت علی صاحب مرحوم کی اولاد کے حصہ میں ہے۔ حضرت والا کی ولادت باسعادت کا واقعہ نہایت عجیب وغریب ہے جو خاندان میں اسی وقت سے مشہور چلا آتا ہے اور جس کو خود حضرت والا نے اپنے بزرگوں اور حاضرین واقعہ سے سن کر قلمبند بھی فرما لیا ہے (ملاحظہ ہو مقدمۂ حسام عبرت) وہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت والا کے والد ماجد کو مرض خارش ہو گیا تھا اور اس قدر شدید تھا کہ کسی دوا سے فائدہ نہ ہوتا تھا۔ کسی ڈاکٹر نے کہا کہ اس مرض کی ایک دوا اکسیر ہے مگر وہ قاطع النسل ہے چونکہ والد صاحب مرض سے بہت تنگ آ گئے تھے اس لئے انھوں نے اس دوا کا استعمال یہ کہکر کر لیا کہ بلا سے اولاد نہ ہو بقاء نوعی سے بقاء شخصی مقدم ہے۔ والدہ صاحبہ کو جب یہ معلوم ہوا تو بہت پریشان ہوئیں کیونکہ اس وقت تک کوئی نرینہ اولاد زندہ نہیں رہتی تھی شدہ شدہ یہ خبر نانی صاحبہ کو بھی پہونچ گئی ان کو بھی بڑی پریشانی ہوئی انھوں نے حضرت حافظ غلام مرتضیٰ

صاحب مجذوب پانی پتی رحہ سے (جو اتفاق سے نانا صاحب کے تعلقات سابقہ کی وجہ سے تشریف لائے ہوئے تھے) شکایت کی کہ حضرت میری اس لڑکی کے لڑکے زندہ نہیں رہتے۔ حافظ صاحب نے بطریق معما فرمایا کہ عمر و علی کی کشاکشی میں مرجاتے ہیں اب کی بار علی کے سپرد کر دینا زندہ رہے گا۔ اس مجذوبانہ معما کو کوئی نہ سمجھا لیکن والدہ صاحبہ نے اپنی فہم خداداد اور نور فراست سے اس کو حل کیا اور فرمایا کہ حافظ صاحب کا یہ مطلب ہے کہ لڑکوں کے باپ فاروقی ہیں اور ماں علوی اور اب تک جو نام رکھے گئے وہ باپ کے نام پر رکھے گئے یعنی فضل حق وغیرہ اب کی بار جو لڑکا ہو اس کا نام ننھیال کے ناموں کے مطابق رکھا جائے جس کے آخر میں علی ہو۔ حافظ صاحب رحہ یہ سن کر ہنسے اور فرمایا کہ واقعی میرا یہی مطلب ہے یہ لڑکی بڑی عقلمند معلوم ہوتی ہے۔ پھر فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسکے دو لڑکے ہونگے اور زندہ رہیں گے ایک کا نام اشرف علی خاں رکھنا دوسرے کا اکبر علی خاں۔ نام لیتے وقت خاں اپنی طرف سے جوش میں آکر بڑھا دیا تھا۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت کیا وہ پٹھان ہوں گے؟ فرمایا نہیں اشرف علی اور اکبر علی نام رکھنا۔ یہ بھی فرمایا کہ دونوں صاحب نصیب ہوں گے۔ یہ بھی فرمایا کہ ایک میرا ہوگا وہ مولوی ہوگا اور حافظ ہوگا اور دوسرا دنیا دار ہوگا۔ چنانچہ یہ سب پیشینگوئیاں حرف بحرف راست نکلیں۔ حضرت والا فرمایا کرتے ہیں کہ یہ جو میں کبھی اکھڑی اکھڑی باتیں کرنے لگتا ہوں یہ اسی مجذوب صاحب کی روحانی توجہ کا اثر ہے جن کی دعا سے میں پیدا ہوا ہوں کیونکہ طبیعت مجذوبوں کی طرح آزاد ہے الجھی ہوئی باتوں کی متحمل نہیں۔ حضرت حافظ غلام مرتضیٰ صاحب مجذوب رحہ کی